ڈاکٹر ارشد محمود ناشاؔد

بُلھے شاہ کی ایک نو دریافت پنجابی غزل

Bullhay Shah is a classical poet of Punjabi. His poetry has a vast circle of readers. There is an analysis of newly-discovered Ghazal of the poet in this article.

بابا بُلھے شاہ[۱۶۹۲ء تا ۱۷۵۸ء] پنجاب کے صفِ اوّل کے صوفی شعرا میں بُلند مقام رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے اپنے ہم عصر سیاست دانوں، ظاہر دار مولویوں، بے عمل عالموں اور متعصب زاہدوں کی مکّاری اور فریب کاری کا پردہ چاک کیا ہے اوران کا حقیقی روپ خلقِ خدا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ بابا سائیںؒ نے پنجابی شاعری کو جو قلندرانہ لہجہ عطا کیا ہے اُس کی نظیر کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔ وہ مست الست فقیر تھے اور عجز اُن کا مسلک تھا مگر باطل پرستوں، ظالموں، جاہلوں اور مفسدوں کے لیے وہ ننگی تلوار تھے؛ کوئی لالچ اور کوئی طاقت انھیں حرفِ حق کہنے سے باز نہ رکھ سکی۔ ''بُرا ہویا حال پنجاب دا'' کے آئینے میں انھوں نے اپنے عہد کے پنجاب کی کامل تصویر سجا دی ہے۔ آج بھی اُن کی کافیاں سُن کر باطن کا کفر ٹوٹتا ہے اور اُن کے شیریں اور من موہنے بولوں کے خمار میں اہلِ دل سرتا پا وجد دکھائی دیتے ہیں۔

مقامِ افسوس ہے کہ ہم اس بلند مقام صوفی، شاعر اور فقیر کی زندگی سے کامل واقفیت نہیں رکھتے۔ اُن کی زندگی کے جو ''حقائق'' ہم تک پہنچتے ہیں وہ گُم راہ کُن ہیں اور اُن میں جا بہ جا اختلافات موجود ہیں۔ بابا سائیں کے کلام کے ساتھ بھی کم ظلم روا نہیں رکھا گیا۔ جعلی کتاب فروشوں سے لے کر قوالوں تک ہر کسی نے بہ قدرِ ہمت اُن کے کلام میں رد و بدل اور کمی بیشی کا ''فریضہ'' ادا کیا ہے۔ اندھی عقیدت کے باعث اُن کے کلام کی صورت بدلتی رہی اور متنِ کلام کئی کئی شکلوں میں ڈھلتا رہا۔ یہی سبب ہے کہ آج بابا سائیں کا کلام اپنی اصل حالت میں موجود نہیں۔ مروّجہ کلام میں کئی مقامات معمّے بن گئے ہیں جو آج کے طلبا کے لیے بابا سائیں کے کلام کی تفہیم میں مشکلات پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔

زیرِ نظر مضمون کے ذریعے بابا بلھے شاہؒ کی ایک نایاب پنجابی غزل پہلی بار سامنے لائی جا رہی ہے۔ اس سے محققین کا یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ پنجابی میں غزل کی ابتدا میاں محمد بخشؒ نے کی۔ پانچ اشعار پر مشتمل اس غزل کو کاتب نے ریختہ کا نام دیا ہے۔ اہلِ علم سے مخفی نہیں کہ ریختہ کی اصطلاح ایک زمانے تک غزل کے لیے بھی مستعمل رہی ہے۔ غزل کے کاتب کا نام محمد جناب شاہ ہے۔ کاتب نے اپنے بارے میں مزید کوئی معلومات فراہم نہیں کیں اور نہ ہی کہیں سالِ کتابت درج کیا ہے۔ لفظوں کی تحریری صورت (املا) اور کاغذ کی کہنگی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اندازہ قائم کرنا دشوار نہیں کہ غزل کم از کم ڈیڑھ سو سال پہلے کی تحریر (کتابت شدہ) ہے۔ مقطع میں تخلص کی موجودگی کے علاوہ کئی اندرونی شہادتیں (جیسے موضوعات، لفظیات اور اسلوب) اس غزل کو بابا سائیں کی تخلیق ثابت کرتی ہیں۔ ذیل میں غزل کا شعروار توضیحی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

شعر نمبر: ۱

سانوں لگڑا عشق پیار یدا
سانوں لگڑا جھورا دلدار یدا

سانوں ______ سانوں

پیاریدا ——— پیارے دا

جھورا ——— جھورا

دلداریدا ——— دلدارے دا

بُلھے شاہؒ کی ایک اور کافی کا مُکھڑا یوں ہے:

نی میئوں لگڑا عشق اوّل دا

اول دا روز ازل دا (۱)

دونوں شعروں میں خیال اور لفظیات کا اشتراک دیدنی ہے۔شعر میں ''جھورا'' کا لفظ اپنے درست وزن میں نظم نہیں ہوا۔یہاں فَعَل (خُدا،صَدا) کے وزن پر ''جھَرا'' پڑھا جائے گا۔

شعر نمبر:۲

انہد دی گھنگھور جو سنیاں

وسریا تخت ہزاریدا

گھنگھور ——— گھنگھور

سنیاں ——— سُنیاں (سُنی آں)

ہزاریدا ——— ہزارے دا

''انہد'' کا لفظ ہمارے کئی صوفی شاعروں اور بھگتوں نے اپنے کلام میں برتا ہے۔محمد آصف خاں نے ''انہد'' کے یہ معنی لکھے ہیں:

> ''انہد اوس گونج یاں اوس ٹنکار دا ناں ہے جو دو چیزاں دے بھڑن نال نہیں پیدا ہوئی سگوں ازل توں ای ایس کائنات وچ اپنے آپ ای مسلسل جاری وساری ہے۔''(۲)

اُردو لُغت (کلاں) میں نغمات الہند کے حوالے سے انہد کے جو معنی دیے گئے ہیں اُنھیں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا:

> ''(موسیقی) لحن یا الحان یا آہنگ کی ایک قسم،ایک دہشت ناک آواز جس سے خوف معلوم ہوتا ہے۔''(۳)

بابا بُلھے شاہؒ نے اپنی کافیوں میں یہ لفظ کئی بار برتا ہے۔محمد آصف خاں کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ''بُلھے شاہؒ نے انہد دا لفظ گھٹ ودھ اپنیاں پنج کافیاں وچ ورتیا ہے۔''(۴)

ان کی پیش کردہ پانچ مثالوں کے علاوہ کلیاتِ بُلھے شاہؒ مرتبہ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر سے کُچھ اور مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ڈاکٹر فقیر نے انہد کا املا ہر جگہ انحد کیا ہے جو درست نہیں:

۱۔ دھنیر لُٹیا ہُن پچھمن باقی تب انحد [انہد] ناد بجائے (۵)

۲۔ اُس انحد [انہد] تار بجائے (۶)

۳۔ انحد [انہد] دوار کا آیا گوریا کنگن دست چڑھائی (۷)

۴۔ انحد [انہد] بانسری دی گھنگھور (۸)

۵۔ انحد [انہد] دی جس مُرلی واہی (۹)

شعر نمبر:۳

موسے چڑ کوہ طور دی اوپر

جلوہ دیکھ نظاریدا

موسے ______ موسیٰ

چڑ ______ چڑھ

دی ______ دے

دیکہ ______ دیکھ

باباسائیںؒ کی ایک اور کافی کا مصرع ہے:

مُوسیٰ نوں کوہ طُور چڑھایو (۱۰)

کافیانِ بُلھے شاہؒ میں موسیٰ اور کوہ طور کی تلمیحات کو بہ کثرت استعال کیا گیا ہے۔

شعر نمبر:۴

آپ ہساوی آپ نچاوی
بہت نہ دتیں لاریدا

ہساوی ______ ہساوے

نچاوی ______ نچاوے

بہت ______ بھیت

لاریدا ______ لارےدا

وحدت الوجود کے رنگ میں رنگے ہوئے اس شعر کے آئینے میں باباسائیںؒ کا مسلک ،فکر، مزاج اور اسلوب جھلکتا نظر آتا ہے۔ ہمارے بیش تر صوفی شعرا فلسفۂ وحدت الوجود کے داعی اور مبلغ ہیں مگر بُلھے شاہؒ کا انداز سب سے منفرد ہے۔

شعر نمبر:۵

بہلا شاہ دا کڈہ کی کلیجہ
کنڈا پڑیا عشق سواریدا

بہلا ______ بلھا

کڈہ ______ کڈھ

کی ______ کے

کنڈا ______ کنڈھا

پڑیا ______ پھڑیا

سواریدا ______ سوارےدا

باباسائیںؒ نے کافیوں میں اپنا تخلص کئی طرح سے برتا ہے۔ جیسے بُلھیا، بُلھے شاہ، بُلھے، بُلھا شاہ۔ بُلھا شاہ کے استعمال کی دو مثالیں دیکھیے:

۱۔ بُلھا شاہ گھر آ پیاریا (۱۱)

۲۔ بُلھا شاہ گھر میرے آئے اب کیوں طعنے سہیئے (۱۲)

ذیل میں غزل جدید املا کے ساتھ پیش کی جاتی ہے:

غزل

سانوں لگڑا عشق پیارے دا سانوں لگڑا جھورا دلدارے دا

انہد دی گھنگھور جو سُنیاں   وِسریا تخت ہزارے دا
موسیٰ چڑھ کوہ طور دے اُپر   جلوہ دیکھ نظارے دا
آپ ہساوے، آپ نچاوے   بھیت نہ دتیُس لارے دا
بُلھا شاہ دا کڈھ کے کلیجہ   کنڈھا پھڑیا عشق سوارے دا

عکسِ مخطوطہ

......؟......

حوالہ جات/حواشی

۱۔ کلیّاتِ بُلھے شاہ[مرتبہ:ڈاکٹرفقیرمحمدفقیر]؛لاہور؛الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب؛س ن؛ص۳۴۰۔

۲۔ نِک سُک:محمدآصف خاں؛لاہور،پاکستان پنجابی ادبی بورڈ؛اوّل۱۹۹۲ء؛ص۴۶۔

۳۔ اُردولغت[جلداوّل]:مرتبہ ترقیِ اُردوبورڈ،کراچی؛ص۱۰۰۰۔

۴۔ نِک سُک:ص۴۱۔

۵۔ کلیّاتِ بُلھے شاہ:ص۶۴۔

۶۔ ایضاً:ص۱۶۳۔

۷۔ ایضاً:ص۲۶۵۔

۸۔ ایضاً:ص۲۹۵۔

۹۔ ایضاً:ص۳۳۴۔

۱۰۔ ایضاً:ص۱۶۵۔

۱۱۔ ایضاً:۷۵۔

۱۲۔ ایضاً:ص۱۰۴۔